تاریخ الرِدّة

(جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب استاذ ادبیات عربی، دہلی یونیورسٹی)

(۵)

پسپائی کے بعد جب مسلمان لوٹے اور لڑائی گرم ہوئی تو طلیحہ نے اپنا کمبل لپیٹا وہ بزعم خود وحی کا منتظر تھا، جب دیر تک وحی نہ آئی اور دوسری طرف جنگ میں اس کی فوج بری طرح رگڑی گئی تو عُیینہ بن حصن فَزاری (لیڈر بنو فزارہ اور حلیف طلیحہ) نے خود لڑنا اور فوج کو جوش دلانا شروع کیا۔ ابن اسحاق: "اس دن عُیَینہ نے اپنے قبیلہ فزارہ کے سات سو جوانوں کے ساتھ بڑی سخت لڑائی لڑی، جب مسلمان تلواریں سونت کران پر ٹوٹ پڑے اور ان فزاری جوانوں نے ان کے مقابلہ سے منھ نہ موڑا تو وہ طلیحہ کے پاس آیا جو اپنے کمبل میں لپٹا ہوا تھا اور اس سے کہا: برا ہو تمھارے باپ کا! کیا جبریل اب بھی آیا! طلیحہ: نہیں، ابھی تو نہیں۔" عُیینہ: تم پر تباہی آئے، سارا دن ہو گیا اور جبریل کا کہیں پتہ نہیں" یہ کہہ کر عینیہ لوٹا اور جنگ کی بھٹی میں کود پڑا اور اپنی فوج کو جوش دلانے لگا جو مسلمانوں کی تلواروں کے نیچے چیخ رہے تھے، کافی دیر کے بعد عُیَینہ پھر طلیحہ کے پاس گیا جو کمبل اوڑھے لیٹا ہوا تھا، اور کمبل اس زور سے کھینچا کہ طلیحہ اٹھ بیٹھا عُیَینہ نے کہا: اس نبوت کا خدا برا کرے" اب بھی کوئی وحی آئی؟" طلیحہ: ہاں آئی ہے کہ تمھاری چکّی (مراد جنگ)، اُس کی (مرجع غالباً خالد) چکّی کی طرح ہے، اور اس کا ایسا نتیجہ نکلے گا جو تم ہمیشہ یاد رکھوگے۔" عُیینہ: میرا خیال ہے کہ خدا جانتا ہے کہ تمھارے ساتھ ایک ایسا واقعہ (مراد شکست) پیش آئے گا جو تم ہرگز کبھی نہ بھولوگے۔ بنو فزارہ

(ہاتھ کا اشارہ کر کے) چلدو یہاں سے، یہ کذاب ہے، حکومت و اقتدار کی خواہش اس کے اور ہمارے لئے بڑی منحوس ثابت ہوئی۔" قبیلۂ فزارہ لوٹ گیا اور اس کے پیچھے عُیَینہ اور اس کا بھائی روانہ ہوئے، مسلمانوں نے عُیَینہ کو پکڑ لیا لیکن اس کا بھائی نکل بھاگا۔ کہا جاتا ہے کہ عُیَینہ کو پکڑنے والا قبیلۂ طَیّ کا ایک بہادر تھا، عُروہ بن مُضرِس، خالدؓ نے عُیَینہ کو قتل کرنا چاہا لیکن بنو مخزوم کے ایک معزز آدمی نے سفارش کر کے اس کی جان بچا لی۔

طلیحہ نے جب دیکھا کہ اس کی فوج کے لوگ مارے اور پکڑے جا رہے ہیں تو اس نے میدان چھوڑ دیا۔ اس کے دوست اور اہلِ حاشیہ اس سے پوچھنے لگے کہ اب کیا رائے ہے، طلیحہ نے پہلے ہی گھوڑا تیار کر لیا تھا، چھلانگ مار کر اس کی پیٹھ پر بیٹھا اور پیچھے اپنی بیوی نَوار کو سوار کیا اور یہ کہتے ہوئے گھوڑے کے ایڑھ لگائی کہ تم میں جو لوگ بھاگ سکیں اپنی بیویوں کے ساتھ میری طرح بھاگ جائیں"۔ وہ شام پہنچا اور شامی سرحد کے غسّانی حکمرانوں کے پاس مقیم ہوا۔

ابو یعقوب زُہری کی کتاب میں ہے: "طُلیحہ نے اپنی فوج کو پسپا ہوتے دیکھا تو اُن سے کہا: تمھارا بُرا ہو تم کیوں پسپا ہو رہے ہو"۔ اس پر ایک شخص نے کہا: اس کی وجہ میں بتاتا ہوں، ہمارا ہر سپاہی چاہتا ہے کہ اس کا ساتھی قتل ہو اور وہ خود بچ جائے اور ہمارا مقابلہ ایسی قوم سے ہے جن کے ہر فرد کی تمنّا ہے کہ اپنے ساتھی سے پہلے جان دے۔" مؤرخ ابن اسحاق مَدَنی: طلیحہ جب میدان جنگ سے فرار ہوا تو عُکّاشہ بن مِحصن اور ثابت بن اَقرم (اسلامی فوج کے دو کمانڈروں) نے اس کا پیچھا کیا، طلیحہ نے عہد کیا تھا کہ جب بھی کوئی دشمن اس کو دو بدو لڑنے کا چیلنج دے گا تو وہ ضرور اس چیلنج کو قبول کرے گا، جب طلیحہ مڑا تو عکاشہ نے اس کو آواز دی، طلیحہ نے اس پر وار کیا اور قتل کر ڈالا اتنے میں ثابت بھی پاس آگیا، طلیحہ نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

اس کے بعد وہ شام چلا گیا۔۔۔

واقدی نے ان دو کمانڈروں کے قتل سے متعلق مختلف اقوال پیش کیے ہیں:

ان کے ایک راوی عُمیلہ فزاری نے جو ردّۃ تاریخ سے خوب واقف تھا بیان کیا کہ جب خالد بن ولیدؓ طلیحہ کے پاس پہنچے تو انھوں نے عُکاشہ اور ثابت کو ہراول دستوں کا کمانڈر بنا کر آگے بڑھا دیا۔ یہ دونوں اعلیٰ درجہ کے گھوڑ سوار تھے، ان کی مڈبھیڑ طلیحہ اور اُس کے بھائی سُلمہ سے ہوئی جو اپنی فوج کے ہراول دستوں کے انچارج تھے، ان کا باقی لشکر پیچھے تھا، طلیحہ عُکاشہ سے اور سلمہ ثابت سے نبرد آزما ہوئے، سلمہ نے ثابت کو جلد ختم کر دیا، اس وقت طلیحہ نے چیخ کر کہا: سلمہ، میری مدد کر، یہ شخص مجھے مارے ڈالتا ہے۔" سلمہ اور طلیحہ نے مل کر عُکاشہ پر وار کیا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ خوش خوش اپنی فوج کے پاس لوٹ گئے، خالدؓ اور ان کی فوج چلی آرہی تھی کہ راستہ میں پڑی ثابت کی لاش نے ان پر خوف طاری کر دیا، اونٹنیاں لاش کو روند رہی تھیں، مسلمانوں کو اس کے قتل کا سخت قلق ہوا، ذرا آگے بڑھے تو عُکاشہ کی لاش اونٹنیوں کے پیروں تلے آئی، اونٹ سوار اتنے بھاری ہو گئے کہ بمشکل ہی اونٹوں کے پیر اُٹھتے تھے۔"

زہری کی کتاب میں ہے: پھر مسلمان طلیحہ کی فوج سے متصادم ہوئے اور بہت سوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو گرفتار، خالدؓ نے بآواز بلند کہا: جس شخص کو کھانا پکانا یا پانی گرم کرنا ہو وہ صرف دشمنوں کی کھوپڑیوں کا چولھا بنائے، خالدؓ نے باڑے بنوائے اور ان میں آگ جلوائی اور قیدیوں کو آگ میں ڈلوا دیا، عامیہ بن سبیع اسدی بھی آگ میں ڈالا گیا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم کا محصل زکاۃ مقرر کیا تھا اور جو بعد میں مرتد ہو گیا تھا۔ طلیحہ کی ماں جو بنو اسد کی ایک خاتون تھی، گرفتار کرلی گئی، خالدؓ نے اس کو اسلام کی دعوت دی لیکن اس نے ٹھکرا دی اور رجز پڑھتی ہوئی آگ میں کود کر ستی ہو گئی۔

یاموت عم صباحًا - لا بقیۃ کفاحًا - اذ لم اجد براحًا

موت سلام! جب زندگی کے بچنے کی کوئی صورت نہ نکلی تو میں نے موت کو خوش آمدید کہا

قاضی واقدی نے یعقوب بن یزید بن طلحہ کے حوالہ سے بیان کیا: خالدؓ نے قیدیوں کو باڑوں میں جمع کیا اور آگ لگا کر ان کو زندہ جلا دیا، بنو فزارہ کا کوئی فرد نہیں جلایا گیا، میں نے تاریخ الردّۃ کے ایک عالم سے دریافت کیا کہ باغیوں میں صرف طلیحہ کے ساتھیوں کو کیوں جلایا گیا، تو اس نے کہا: انھوں نے رسول اللہؐ کی مذمت کی تھی اور ارتداد پر قائم رہے تھے۔" دوسری روایت ہے کہ خالدؓ نے گڑھے کھدوائے تو صحابہؓ نے پوچھا: ان کا کیا ہوگا، تو انھوں نے کہا: میں اصحابِ طلیحہ کو آگ میں جلاؤں گا۔" صحابہ نے اس پر اعتراض کیا تو خالدؓ نے کہا: میرے پاس ابوبکر صدیقؓ کا یہ ہدایت نامہ ہے: اگر خدا تم کو (اصحاب طلیحہ پر) فتح عطا کرے تو ان کو آگ میں جلانا۔" مجھے حکم ہے کہ ہر مجمع میں اس کو پڑھ کر سناؤں۔"

عبداللہ بن عمرؓ: میں جنگ بزاخہ میں شریک تھا[1] خدا نے طلیحہ پر فتح عطا کی، ہم جب بھی غالب ہوتے بال بچوں اور عورتوں کو غلام بناتے اور باغیوں کا مال آپس میں بانٹ لیتے۔

بنو عامر اور دوسرے قبیلوں کے دوبارہ مسلمان ہونے کا ذکر

جب خدا نے بنو اسد (طلیحہ کا قبیلہ) اور (ان کے حلیف) بنو فزارہ کی خوب گوشمالی کرائی اور بزاخہ میں طلیحہ اور اس کے حلیفوں کو شکست فاش ہوئی تو خالد بن ولیدؓ نے رسالے بھیجے تاکہ جہاں جہاں ان کو باغی ملیں انھیں ٹھکانے لگا دیں، بدو عرب یا تو ڈر کر یا دل سے مسلمان ہونے کے لئے خالدؓ کے پاس آنے لگے۔ اگر کسی عرب کو راستہ میں خالدؓ کے رسالے ملتے تو وہ کہتا: میں خوشی سے اسلام لانے جا رہا ہوں، میں تو اسلام کا مطیع ہو گیا ہوں۔ کوئی کہتا: میں نے بغاوت نہیں کی، میں نے اپنا مال روک لیا تھا

[1] فی الاصل: کاملۃ

جو مجھے بے حد عزیز ہے، لیکن اب میں زکاۃ دینے کو بھی تیار ہوں۔" اور اگر کوئی عرب رسالو کی زد میں نہ آتا تو وہ خالدؓ کے پاس چلا جاتا اور ان پر اسلام کا اعلان کرتا، کچھ بدو سیدھے ابوبکر صدیقؓ کے پاس چلے جاتے اور خالدؓ کے پاس نہ پھٹکتے۔

قاضی واقدی: قُرّہ بن ہُبیرہ قُشیری کے بارے میں راویوں کی مختلف آرا ہیں، کوئی کہتا ہے کہ وہ بھاگ کر ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچا اور مسلمان ہو گیا۔ کوئی کہتا ہے کہ خالدؓ کے رسالوں نے اس کو جا لیا اور پکڑ کر خالد کے پاس لے گئے، کوئی کہتا ہے کہ وہ اپنے قبیلہ بنو عامر کے ساتھ خالد بن ولیدؓ کے پاس آیا اور ہماری رائے میں یہی قول مرجح ہے، ایک قول یہ ہے کہ بنو عامر منتظر تھے کہ دیکھیں باغی جیتتے ہیں یا مسلمان، اور ان کا لیڈر قُرّہ تھا، بنو عامر کا ایک ممتاز لیڈر اور بہادر ابو حرب ربیعہ بن خویلد عُقیلی جو انتظار کی پالیسی کے خلاف تھا کھڑا ہوا اور بولا: بنو عامر ذرا ٹھہرو اور تدبیر سے کام لو تم نے رسول اللہ کے ایلچیوں کو قتل کیا جو بیر معونہ جا رہے تھے، تم نے ابو براء کی حفاظت کا ذمہ لیا اور پھر توڑ دیا، وازداکم عامر بن الطفیل؟ تم کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ خالد بن ولیدؓ مہاجرین و انصار کی فوج کے ساتھ تمہارے قریب پہنچ گیا ہے (اور عنقریب تمہاری خبر لے گا)

ابو حرب ربیعہ کی باتوں نے بنو عامر کے حوصلے پست کر دیئے (قدرو ہ)۔

رسول اللہؐ کی وفات پر جب عمرو بن العاصؓ عمان سے مدینہ لوٹے تو قُرّہ بن ہُبیرہ سے اُن کی جو بات چیت ہوئی وہ ہم یہاں بیان کریں گے۔ عمرو بن العاصؓ رسول اللہ کی طرف سے عُمان کے عامل تھے۔ ایک دن ان کے پاس عمان کا ایک یہودی آیا اور بولا؛ اگر میں آپ سے ایک سوال پوچھوں تو مجھے کوئی گزند تو نہ پہنچے گا؟" عمرو بن عاص: نہیں" یہودی: خدا کی قسم دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کو کس نے ہمارے پاس بھیجا ہے" عمرو بن عاص: رسول اللہ نے" یہودی: کیا آپ کو واقعی معلوم ہے کہ وہ رسول اللہ ہیں؟" عمرو: ہاں" یہودی: اگر آپ کی بات صحیح ہے تو آج ان کا انتقال ہو گیا" یہ سنکر

عمرو بن عاصؓ نے اپنے مشیروں اور اہلِ حاشیہ کو جمع کیا اور وہ دن نوٹ کر لیا جب بقول یہودی رسول اللہؐ کا انتقال ہوا تھا۔ اس کے بعد اَزد اور عبد القیس کے محافظوں کے ایک گروہ کے ساتھ عمرو بن عاصؓ (مدینہ کے لئے) چل کھڑے ہوئے، ہَجَر (پایۂ تخت بحرین) پہنچے تو وہاں مُنذِر بن سَادہ (رسول اللہؐ کی طرف سے بحرین کے حاکم) کے ہاں رسول اللہؐ کی وفات کا چرچا سنا، وہاں سے چل کر وہ بنو حَنیفہ کے علاقہ میں آئے اور بنو حنیفہ کے محافظ ساتھ لے کر بنو عامر کے علاقہ میں داخل ہوئے، اور قُرّہ بن ہُبَیرہ قُشیری کے مہمان ہوئے جب وہاں سے چلنے لگے تو قُرّہ بن ہُبیرہ نے کہا: تمہاری خیر خواہی کی ایک بات ہے، جسے میں چاہتا ہوں کہ تم سنو۔ تمہارے صاحب (سردار، لیڈر، نبی) کا انتقال ہو چکا ہے! عمرو: تمہاری ماں مرے، کیا وہ بس ہمارے ہی صاحب تھے؟ قُرّہ: قریش کے لوگو! تم اپنے حرم (مکہ) میں مقیم تھے، دوسروں سے محفوظ اور دوسرے تم سے محفوظ، پھر تمہارے قبیلہ سے ایک شخص (محمد) اٹھا، اُس نے جو دعوت دی اس سے تم واقف ہو، جب اس کی دعوت کا ہمیں علم ہوا تو ہم نے اس کو ناپسند نہیں کیا اور کہا خاندان مُضَر کا ایک ممتاز فرد عربوں پر حکومت کرنا چاہتا ہے تو اس کے راستہ میں کیوں روڑے اٹکائیں، لیکن اس کی وفات ہو چکی ہے، اب بڑی تیزی سے عرب تمہارے خلاف بغاوت کریں گے، اور زکوٰۃ کی مد میں کچھ نہیں دیں گے، لہٰذا مناسب ہے کہ اپنے حرم کو لوٹ جاؤ اور وہاں امن وچین سے رہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو ایک وقت مقرر کر و جب میں تم پر حملہ کروں (یہاں عمرو بن عاصؓ نے قُرّہ کو خوب آڑے ہاتھوں لیا اور کہا میں تمہاری خیر خواہی رد کرتا ہوں وتوعدنا حفش أمك (؟)) قُرّہ: میرا مطلب یہ نہ تھا، وہ اپنی گفتگو پر نادم ہوا۔ ایک قول یہ ہے کہ قُرّہ اپنے قبیلہ کے سو آدمیوں کو عمرو بن عاصؓ کی دیدہ حملہ آوروں سے حفاظت کے لئے لے کر نکلا، عمرو بن عاصؓ چلے تو راستہ میں ان کو بہت سے باغی عرب ملے اور نواحی مدینہ کے نخلستان ذو القَصّہ میں اُن کی مڈبھیڑ عُیَینہ بن حِصن فزاری سے

سے ہوئی جو مدینہ سے واپس آ رہا تھا اور یہ کہنے ابوبکر صدیقؓ کے پاس گیا تھا کہ اگر آپ میرا معاوضہ مقرر کریں تو میں اپنے قبیلہ کو بغاوت سے روک لوں گا۔ عمرو بن عاصؓ نے اس سے پوچھا کیا خبر ہے، کون خلیفہ ہوا؟ تو اس نے کہا ابوبکر۔ یہ سن کر عمروؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ مارا۔ عیینہ: عمرو ہم اور تم برابر ہیں۔" عمرو: "جھوٹا ہے تو مضر کے خبیث زادے!" عیینہ چل دیا اور جس سے ملتا اس کو زکاۃ دینے سے روکتا، جب ملنے والا پوچھتا تم کیا کرو گے" تو وہ کہتا: میرے قبیلہ کا کوئی آدمی ابوبکر کو ایک بچھڑا تک نہ دے گا۔" وہ طلیحہ اسدی سے جا ملا۔

عمرو بن عاصؓ مدینہ آئے اور ابوبکر صدیقؓ کو ان سب باتوں سے آگاہ کیا جو عمان سے مدینہ تک ہوئی تھیں اور قرۃ بن ہبیرہ اور عیینہ کی گفتگو سے بھی اُن کو مطلع کیا، جب ابوبکر صدیقؓ خالدؓ کو اہل ردّہ کی گوشمالی کرنے بھیجنے لگے تو عمروؓ نے اُن سے کہا: ابوسلیمان، خیال رکھنا قرۃ بن ہبیرہ تمھارے ہاتھ سے نہ نکل جائے!" جب خدا نے اہل بزاخہ کو مقہور کیا اور خالدؓ نے قبائل طی کے دو پہاڑی قیام گاہوں سلمیٰ اور اجا کا رخ کیا، تو وہاں بنو عامر اور غطفان دوبارہ اسلام لانے ان کے پاس آئے، اور اس بات کی امان چاہی کہ ہمارے نخلستان اور دیہاتوں کو کوئی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ انھوں نے اپنے کئے پر خالدؓ کے سامنے توبہ کی، نماز باجماعت ادا کی اور زکاۃ دی، خالدؓ نے ان کو امان دیدی، اور ان سے وعدہ لیا کہ اپنے بچوں اور عورتوں کو بھی اسلام کا وفادار بنائیں گے۔

جب بنو عامر اور غطفان آئے تو خالدؓ نے اُن سے پوچھا: قرۃ بن ہبیرہ کہاں ہے؟" قرۃ سامنے آ کھڑا ہوا اور بولا: یہ ہوں میں: خالدؓ نے اپنے کسی ساتھی سے: "اس کو آگے بڑھاؤ اور اس کا سر اتار لو" تم ہی نے عمرو بن عاص سے وہ بغاوت بھری باتیں کی تھیں، تم ہی نے مسلمانوں کی مدد نہیں کی اور منتظر تھے کہ وہ باغیوں کے ہاتھوں تباہ ہوں، تم ہی نے کہا تھا کہ اگر اسلام کی بساط الٹی تو میرا دینی قبیلہ کا مال میرے قبضہ میں ہوگا اور اسی

پالیسی کی بنیاد پر تم نے اپنے قبیلہ کو اپنے گرد جمع کیا اور انھوں نے تم کو اپنا لیڈر بنا لیا حالانکہ تم لیڈر بننے کے اہل نہ تھے۔" قُرّہ: ابن المغیرہ! میری وفاداری کے عمرو بن عاص شاہد ہیں۔" خالد: عمرو! عمرو ہی نے تو خلیفہ کو تمھاری بغاوت و انحراف کی خبریں پہنچائی ہیں۔" قُرّہ: ابو سلیمان! میں نے عمرو کو پناہ دی تھی اور ان کی خوب خاطر مدارات کی تھی، میں مسلمان ہوں، میں نے بغاوت نہیں کی۔" خالدؓ: اگر تم ان باتوں کا ذکر نہ کرتے تو میں تمھاری گردن مار دیتا۔ تاہم میں بیڑیاں ڈال کر ابوبکرؓ کے پاس تو تم کو ضرور بھیجوں گا، ان کو اختیار ہے کہ وہ جیسا چاہیں تمھارے ساتھ سلوک کریں۔"

جب خالد بن ولیدؓ بنو عامر سے وفاداری اسلام کا عہد لے چکے تو انھوں نے عُیَینہ بن حصین اور قُرّہ بن ھُبیرہ کے بیڑیاں ڈلوائیں اور دونوں کو ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا۔ ابن عباسؓ: میں نے دیکھا کہ عُیَینہ کے دونوں ہاتھ ڈوری سے گردن میں بندھے ہیں اور مدینہ کے بچے کبھی کھجور کی ٹہنی اس کے بھوکتے ہیں اور کبھی مارتے ہیں، اور کہتے ہیں: دشمن خدا! ایمان لا کر پھر تو نے کفر کیا۔" اس پر عُیَینہ کہتا: بخدا میں ایمان لایا ہی نہ تھا۔" بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ اس کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور بولے: تم اپنے منصوبوں میں ناکام ہوئے اور نقصان اٹھایا وہ الگ۔ کفر و باطل سے تمھارا پرانا ناطہ ہے۔" عُیَینہ: اے شخص چپ ہو جا۔ اگر میں اس حال میں نہ ہوتا تو تم ایسی باتیں نہ کر سکتے۔" ابن مسعودؓ چلے گئے۔

(باقی)

اطلاع: کیا آپ کسی قدیم و نادر علمی کتاب کے لئے سرگرداں ہیں؟ — ہمیں لکھیے۔ ہم نے بصرف کثیر عربی، فارسی، انگریزی اور اُردو کی نایاب تصنیفات، تالیفات اور تراجم کی فراہمی کا خاص انتظام کیا ہے۔ — قدیم و نایاب کتابوں کے ایک ایک دو دو نسخے ہی بمشکل رہتے ہیں اس لئے مستقل فہرست طلب نہ فرمائیے بلکہ اپنی ضرورت کی کتابوں کے لئے لکھیے۔ مہربانی فرما کر جوابی امور کے لئے جوابی کارڈ لکھیے۔
نایاب کتاب گھر۔ چھیل گوڑہ۔ حیدرآباد۔ اے۔ پی۔ (انڈیا)